

عدم ادائیگی نفقہ پر فسخ نکاح

تحریر: پروفیسر سید شمس الدین

نکاح کی وجہ سے مرد و عورت پر ایک دوسرے کے جو حقوق واجب ہوتے ہیں ان میں ایک اہم ترین حق بیوی کا نفقہ ہے جو تین چیزوں کو شامل ہے: خوراک، پوشاک اور مکان۔ قرآن مجید نے مختلف مواقع پر اس کی تصریح کر دی ہے:

وعلی المولود له رزقهن و کسوتهن بالمعروف (۱)

ترجمہ: شوہر کے ذمہ بیویوں کا کھانا اور کپڑا ہے معروف طریقہ پر۔ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لینفق ذو سعة من سعته ومن قدر عليه رزقه فلينفق مما آتاه الله (۲)

ترجمہ: یعنی اور اہل کسائش کو چاہئے کہ اپنی کسائش کے مطابق خرچ کریں اور جن پر روزی تنگ ہو ان کو بھی چاہئے کہ اللہ کی عطا کے مطابق نفقہ دیں۔

اسکنوهن من حيث سکنتم (۳)

ترجمہ: جیسے تم خود رہو تو ویسے ہی ان کو (اپنی بیویوں کو) بھی رکھو۔

احادیث سے یہ ثابت ہے کہ بیوی کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے۔ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا:

ولهن علیکم رزقهن و کسوتهن بالمعروف (۴)

ترجمہ: تمہارے ذمہ بھلے طریقے پر بیویوں کا کھانا اور کپڑا ہے۔

حضرت ابو سفیانؓ کی بیوی نے ان کے بخل کی شکایت کی۔ تو آپ نے اجازت دی کہ ان کے

مال میں سے اتنا لے لو جو تمہارے بچے کے لئے کفایت کر جائے۔ (۵)

حضرت ماریہؓ نے دریافت کیا کہ بیوی کا ہم پر کیا حق ہے تو آپ نے حقوق بتاتے

ہوئے فرمایا:

تطعمها اذا طعمت و تکسوها اذا کسبت (۶)

تو نے نہیں پھینکا جب کہ پھینکا تو نے پڑھا ہے، لیکن تو ایک جسم ہے انکل میں پھنسا رہ گیا ہے

ترجمہ: چنانچہ ابن قدامہ نے لکھا ہے کہ اگر شوہر بالغ ہو اور بیوی ناشرہ (نافرمان) نہ ہو تو تمام اہل علم کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہوگا۔

اب سوال یہ ہے کہ شوہر اگر نفقہ ادا نہ کرے تو کیا حکم ہوگا۔ آیا بیوی کو طلاق طلب کرنے اور نکاح کے فسخ کر لینے کا حق ہوگا یا اس کو اس پیچیدہ صورتحال سے بچانے کے لئے کوئی اور تدبیر کی جائے گی؟ پھر یہاں یہ بھی جان لینا چاہئے کہ نفقہ نہ ادا کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ نفقہ ادا کرنے پر قادر ہی نہ ہو، قادر ہو اور موجود بھی ہو لیکن ادا نہ کرے۔ شوہر موجود ہی نہ ہو بلکہ غائب ہو۔

اس مسئلے میں عام فقہاء جن میں امام مالک، امام شافعی اور امام محمد بھی شامل ہیں۔ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس کی وجہ سے بیوی کو فسخ نکاح کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ (۷) البتہ طریق کار اور شرطوں میں ان کے درمیان کچھ اختلاف بھی ہے۔ جبکہ امام ابو حنیفہؒ محض اس کی وجہ سے فسخ نکاح کی اجازت نہیں دیتے۔ علامہ محمد اسماعیل صنعانی (۱۰۵۹ھ - ۱۱۸۲ھ) نے نقل کیا ہے کہ یہی رائے اصحاب ظواہر اور صحابہؓ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی بھی ہے (۸)

دلائل احناف:

احناف کے دلائل اس طرح ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

لَيَسْفَقُ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ وَمَن قَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيَسْفَقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ.

لَا يَكْلَفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا (۹)

ترجمہ: یعنی خوشحال کو چاہئے کہ اپنی خوشحالی کے مطابق خرچ کرے اور اور جو تنگ دست

ہو اس کو چاہئے کہ اللہ نے جو عطا کیا ہے اس کے مطابق خرچ کرے۔ اللہ تعالیٰ

ہر شخص کو اس کے مطابق ہی ذمہ داری سونپتا ہے جو اس کو دیتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وسعت و کسائش کے مطابق ہی مرد پر اللہ کی دی ہوئی روزی میں سے نفقہ واجب ہے اور اسی کا وہ مکلف ہے اس طرح اگر کوئی مفلس اور بالکل ہی تنگ دست ہے تو اس پر نفقہ ہی واجب نہیں ہے۔ اس لئے اس صورت میں اس کا نفقہ نہ ادا کرنا کوئی جرم قرار نہیں دیا جاسکتا۔

۲۔ حدیث سے ثابت ہے کہ ایک دفعہ ازواج مطہراتؓ نفقہ کا مطالبہ کر رہی تھیں اسی دوران حضرت

ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ کی اور حضرت عمرؓ حضرت حفصہؓ کی سرزنش کرنے لگے کہ تم لوگ حضور ﷺ سے وہ مانگتی ہو جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے ان حضرات کو اس سے منع نہ فرمایا (۱۰) اس سے معلوم ہوا کہ شوہر اگر نفقہ کی ادائیگی سے عاجز ہو تو اس پر نفقہ واجب ہی نہیں رہتا ورنہ حضور ﷺ ضرور منع فرماتے کہ یہ ان کا حق ہے۔ ان کو مانگئے دو۔

۳۔ آنحضور ﷺ کے زمانے میں کس قدر افلاس تھا وہ واضح ہے۔ صحابہؓ کے یہاں عام طور پر فاقوں کی نوبت آتی تھی مگر ایسا کوئی واقعہ نہیں ملتا کہ آپ ﷺ نے نفقہ سے عاجز ہونے کی وجہ سے نکاح کسی کا بھی فسخ کیا ہو۔

۲۔ دلائل جمہور:

جمہور کے دلائل یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان (۱۱)

ترجمہ: طلاق صرف دو مرتبہ ہے۔ (یعنی جب دو دفعہ طلاق دے دی جائے) تو پھر عورتوں کو یا تو بطریق شائستہ نکاح میں رہنے دینا چاہئے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا چاہئے۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

ولا تضاروهن لتضيقوا عليهن (۱۲)

(ترجمہ): اور ان کو تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ دو۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کو کسی قسم کا ضرر پہنچانا جائز نہیں۔ جس میں نفقہ سے محروم رکھنا بھی داخل ہے اور ایسی صورت میں یا تو امساک بالمعروف کرنا چاہئے کہ اس کے حقوق ادا کرتے ہوئے اس کو رکھا جائے یا تسریح بالاحسان اس پر واجب ہے اور وہ اس پر آمادہ نہیں تو قاضی اس کی طرف سے طلاق دے دے گا۔

۲۔ دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے حضور ﷺ کا (اس شخص کے حق میں جو بیوی کا نفقہ ادا نہ کر سکے) فرمان نقل کیا ہے کہ:

”يفرق بينهما دونوں کے درمیان تفریق کر دی جائے گی۔“

جب آسمان سے پانی برساتا ہے تو زمین پر پھول اور غنہ کھلتے ہیں اور جب آنسو جاری ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت برتی ہے

۳۔ سعید بن منصورؒ نے سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے کہ ان سے ایسے اشخاص کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا۔ یسفرق بینہما۔ پھر جرب ابو الزناد نے سعیدؒ سے دریافت کیا کہ کیا یہ سنت ہے؟ تو فرمایا ہاں سنت ہے۔ یہ روایت گو کہ مرسل ہے مگر سعید بن مسیب کی مرسل روایات تقریباً تمام ہی محدثین و فقہاء کے ہاں قابل استدلال ہیں۔ (۱۴)

حافظ ابن حزم نے اس کی یہ توجیہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ سنت سے حضرت عمرؓ کی سنت مراد ہے مگر یہ عرف و استعمال کے بالکل خلاف ہے ”سنت“ کا مطلق لفظ صاف بتلاتا ہے کہ حضرت سفیانؒ نے اس کو آپ ﷺ کی اور آپ کے عہد کی سنت قرار دیا ہے۔

۴۔ حضرت عمرؓ کا عمل عبداللہ ابن عمرؓ سے امام شافعیؒ اور بیہقی نے اس طرح نقل کیا ہے:

كتب عمر الى امراء الا جنساد ادعوا نالانا ناسا انقطعوا من المدينة ورحلوا عنها اما ان يرجعوا الى نسائهم اما ان يبعثوا بنفقة اليهن واما ان يطلقوا ويبعثوا بنفقة ما مضى وبذلك يكون للمرأة حق في محاسبة الزوج بالنفقة الماضية فان امتنع الزوج عن الانفاق فالزوجة بالخيار ان شاءت بقت على نكاحها وان شاءت طلبت التفريق (۱۵)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے امراء لشکر کو لکھا کہ فلاں فلاں شخص کو کہو (جو مدینہ سے چلے گئے تھے اور وہاں سے کوچ کر چکے تھے) کہ یا تو اپنی بیویوں کے پاس واپس آئیں یا ان کا نفقہ بھیجیں اور یا طلاق دے دیں اور گزرے ہوئے دنوں کے نفقہ کا حساب بھی دیں۔ لہذا اگر شوہر نفقہ کے ادا کرنے سے رک جائے تو بیوی کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو اس نکاح کو باقی رکھے یا علیحدگی کا مطالبہ کر دے۔

۵۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لا ضرر ولا ضرار (۱۶) (نہ نقصان اٹھاؤ نہ پہنچاؤ)

یہ فقہ کا عام اور بنیادی قاعدہ ہے اس کا بھی تقاضا ہے کہ دفع ضرر کے لئے قاضی مرد کو طلاق پر مجبور کرے یا اس کی طرف سے طلاق دے دے۔

۶۔ اگر کوئی شخص غلام کا نفقہ ادا نہ کر سکے تو احناف بھی کہتے ہیں کہ اس پر واجب ہے کہ اسے فروخت کر کے اپنی ملکیت سے نکال دے۔ تو بیوی کے حق میں تو بدرجہ اولیٰ یہ بات واجب ہوگی کہ اس کو طلاق دے کر آزاد کر دیا جائے۔

۷۔ نامردی کی وجہ سے احناف کے یہاں بھی بیوی فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے حالانکہ اس کی ضرورت ہوتی بھی ہے اور بھوک کے مقابلے میں قابل برداشت بھی۔ اس کا تقاضا ہے کہ نفقہ سے محرومی کی صورت میں بدرجہ اولیٰ فسخ نکاح کے مطالبہ کا اسے حق ہے۔

احناف کے دلائل پر ایک نظر:

احناف نے جو دلائل پیش کئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ان کے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ قرآن کی جس آیت (الطلاق) کا حوالہ دیا گیا ہے اس سے زیادہ سے زیادہ یہ بات ثابت کی جاسکتی ہے کہ مرد اگر نفقہ پر قادر نہ ہو تو بیوی کا نفقہ اس کے ذمہ واجب نہ ہوگا۔ لیکن عورت کو طلاق کے مطالبہ کا حق حاصل ہوگا یا نہ ہوگا؟ یہ بالکل علیحدہ مسئلہ ہے اور قرآن نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔

حدیث سے بھی صرف اس قدر ثابت ہے کہ ازواج نے نفقہ کا مطالبہ کیا۔ یہ مطالبہ عدم قدرت کی وجہ سے ناواجبی تھا۔ اس لئے آپ ﷺ نے شیخین کی صاحبزادیوں کو ڈانٹنے پر خاموشی اختیار فرمائی خصوصاً اس وجہ سے کہ وہ اپنی بیٹیوں کو تنبیہ کر رہے تھے اور باپ کو اس کا حق حاصل ہے۔ ہاں اگر ازواج مطہرات علیحدگی کا مطالبہ کرتیں اور پھر بھی آپ سکوت اختیار فرماتے تو یہ استدلال بجا ہوتا۔

اسی طرح یہ کہنا کہ نفقہ میں تنگی کی وجہ سے کسی صحابیٰ کا نکاح فسخ نہیں کیا گیا، یہ بھی اس وقت دلیل بن سکتا ہے جب یہ بات ثابت ہو کہ بعض صحابیوں کی بیویوں نے طلاق کا مطالبہ کیا ہو اور آپ ﷺ نے مسترد کر دیا ہو۔ جب بیویوں نے مطالبہ ہی نہیں کیا اور اس کا ثبوت نہیں ہے تو اس کی وجہ سے فسخ نکاح کا ثبوت کیونکر مل سکتا ہے؟ (۱۷)

موجودہ حالات کا تقاضا:

لیکن دلائل سے قطع نظر فقہاء احناف نے ایسی عورتوں کے لئے جو متبادل اور حل پیش کیا ہے موجودہ حالات میں وہ قریب قریب ناقابل عمل ہے۔ جہاں اسلامی حکومت ہو، عدل و انصاف کا کم مدتی اور آسان نظام موجود ہو، اسلامی بیت المال ہو، جس کا ایک مقصد مستقل مقروضوں کی اعانت اور ان کے قرضوں کی ادائیگی میں مدد اور محتاجوں کے لئے سرکاری خزانہ سے کفالت کی گنجائش ہو، پھر اسلامی حکومت یا شریعت کے نفاذ کی وجہ سے اخلاقی برائیاں اور اس کے محرکات کم سے کم ہوں وہاں اگر عورت کو شوہر کے نام پر قرض لینے کو کہا جائے تو یہ بات قابل عمل بھی ہے اور قابل فہم بھی۔

☆ اگر زباغ رعیت ملک خورد سیبی..... برآ ورنہ غلامان اور درخت از بنج

لیکن جہاں نہ اسلامی حکومت ہے اور نہ اسلامی بیت المال ہے پیسوں اور روپوں میں انسانی عفت و عصمت کا برسر عام سودا ہوتا ہو۔ سود کی لعنت نے قرض حسنہ کی بجائے پیسوں سے پیسے حاصل کرنے کی ہوس پیدا کر رکھی ہے۔ مقروض کے لئے تعاون کی کوئی خاص صورت نہ ہو۔ اور بے سہاروں کی کفالت کا کوئی نظام نہ ہو اور عدالت سے انصاف حاصل کرنے کے لئے نہ صرف زر کثیر بلکہ صبرا یوب بھی مطلوب ہو۔ وہاں بھی اگر عورتوں کا نکاح ان کے مطالبہ کے باوجود شوہر سے فسخ نہ کیا جائے تو یہ ان کی جان کے لئے بھی مہلک ہے۔ اور ان کی عفت و عصمت کے لئے بھی خطرہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ خصوصاً ہندوستان جیسے ممالک میں اس مسئلہ میں جمہور فقہاء کے مسلک پر عمل کیا جائے۔ اور سیدنا عمرؓ کی نظیر کو پیش نظر رکھا جائے۔

البتہ دیکھنا چاہئے کہ اس سلسلہ میں طریق کار کیا اختیار کرنا چاہئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے مسلک کی تفصیلات پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

مالکیہ کا مسلک:

امام مالکؒ کے مسلک کی تفصیل اس طرح ہے:

شوہر گزرے ہوئے ایام کا نفقہ دینے پر قادر نہ ہو مگر حالیہ دنوں کا نفقہ دیتا رہے تو بیوی کو حق نہیں کہ وہ فسخ نکاح کا مطالبہ کرے:

ولہا الفسخ ان عجز عن نفقة حاضرة لا ماضية

ترجمہ: اگر نکاح کے وقت عورت شوہر کی تنگدستی، فقر و محتاجی اور نفقہ ادا کرنے کی عدم

استطاعت سے واقف ہو یا اس کو واقف کرا دیا گیا ہو۔ پھر بھی اس مرد سے نکاح

کر لئے تو اب بھی اس کو حق نہیں کہ شوہر کی تنگدستی کی بنا پر نفقہ کا مطالبہ کرے۔

ان لم تعلم حال العقد فقره: مطلب یہ ہے کہ عورت کا معیار زندگی کچھ بھی ہو لیکن مرد

معمولی قسم کی غذا اور کپڑا بھی مہیا کر سکتے تو عورت فسخ نکاح کا مطالبہ نہیں کر سکتی:

ان قدر علی القوة ولو من خشن الماکول وہی علیہ القدر او

خبز بغير ادم وعلی ما یواری العورة ولو من غلیظ الصوف

(وان) کانت (غنیة) شانہا لبس الحریر.

☆ اذا مت عطشا نازل القطر..... دنیا پس مرگ من، چہ دریا چہ سراب!

یوں قاضی کے پاس جب شوہر کا نفقہ ادا کرنے سے عاجز ہو جانا ثابت ہو جائے اور شوہر موجود ہو تو قاضی اپنی صوابدید سے اس کو کسب معاش اور ادائیگی نفقہ کے لئے ایک مہلت دے۔ اگر اب بھی وہ نفقہ ادا نہ کر سکے تو قاضی اسے حکم دے کہ یا تو نفقہ ادا کرو۔ یا پھر فی الفور اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ اگر شوہر طلاق دینے سے گریز کرے تو خود قاضی اس کی طرف سے طلاق دے دے:

فان اثبت عسره تلوم له بالاجتهاد والا امر بها او بالطلاق بلا تلوم
فان طلق او انفق والاطلق عليه بان يقول الحاكم فسخ نكاحه
اگر شوہر موجود نہ ہو نہ عورت کے لئے نفقہ چھوڑ کر گیا ہو نہ خود عورت نے نفقہ
معاف کیا ہو اور نہ شوہر کی طرف سے نفقہ کی ادائیگی کا وکیل ہو، تو اگر اتنا دور
رہے کہ آتے آتے دن لگ جائیں گے تو قاضی نکاح فسخ کر دے گا اور اگر شوہر
قریب ہی ہو تو اسے طلب کرے گا۔

خود آویا نفقہ بھیجیو یا پھر طلاق دے دو۔ اور اگر شوہر اس کی حکم عدولی کرے تو عام اصول کے مطابق خود قاضی
کو اختیار حاصل ہو جائے گا کہ وہ طلاق دے دے:

اگر شوہر صرف اس قدر نفقہ ادا کرنے پر قادر ہو کہ بیوی لے اور موت و ہلاکت سے اپنے کو
بچالے مگر آسودہ و مطمئن نہ ہو سکے تو اس نفقہ کا بھی اعتبار نہیں اور قاضی اس کا نکاح فسخ کر دے گا:

(كان وجد ما يسد الرمق) ای ما يحفظ الحياة خاصة دون شع
معتاد ومتوسط فانه يطلق عليه اذ لا صبر لها عادة على ذالك
البتہ اگر مدت کے دوران ہی شوہر بیوی کا مروج طریقہ پر نفقہ ادا کرنے پر قادر
ہو گیا تو اسے بیوی کو لوٹا لینے کی گنجائش ہوگی۔ مدت گزر جانے کے بعد یہ حق
باقی نہیں رہے گا:

(وله) لزواج الذى طلق عليه لعسرة (رجعتها) ان وجد فى العدة
بسناراً يقوم بواجب مثلها عادة.

اگر شوہر نے نفقہ ادا نہ کرنے کی وجہ یہ بتائی کہ وہ اس سے عاجز تھا لیکن قاضی
کے سامنے وہ اپنی مجبوری ثابت نہ کر سکا تو قاضی فی الفور اس کی طرف سے
طلاق دے دے گا:

☆.....پس ازمن گوجھان را آب گیرد.....☆

یدعی العجز عن النفقة ولم يثبت عجزه في هذه الحالة يطلق عليه القاضي حالا على المعتمد.

اور اگر وہ قدرت کے باوجود نفقہ ادا نہ کرے اور خود اس کا معترف ہو تو ایک رائے یہ ہے کہ اس کو قید کر دیا جائے یہاں تک کہ نفقہ ادا کرنے لگے۔ ایک رائے یہ ہے کہ اس سے طلاق دلائی جائے تاہم اگر وہ ان میں سے کسی کو قبول نہ کرے تو پھر قاضی نکاح فسخ کر دے گا:

فإذا لم يجب عليه بشئى طلق القاضي عليه فوراً (۱۸)

شوابع کا مسلک:

امام شافعی کے ہاں احکام اس طرح ہیں:
 شوہر آخری درجہ کا نفقہ۔ لباس اور رہائش گاہ بھی فراہم نہ کر سکتا ہو۔

ان يعجز عن اقل نفقة

موجودہ دنوں اور آنے والے دنوں کا نفقہ بھی ادا نہ کر سکے۔

گزشتہ دنوں کا بتایا ادا نہ کر سکے تو اس کی وجہ سے نکاح فسخ نہ ہوگا:

ان يكون عاجزا عن النفقة الحاضرة او المستقبلية اما العجز عن النفقة المتجمدة فلا فسخ به.

بیوی کا نفقہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔ اس کے خادم کا نفقہ ادا نہ کر سکے تو موجب فسخ نہیں۔

ان يكون عاجزا عن نفقة الزوجه.

ان شرطوں کے ساتھ شوہر کی عسرت کی بنا پر قاضی عورت کا نکاح فسخ کر دے گا۔ اگر شوہر خوشحال ہو، لیکن قصد انفقہ ادا نہ کرے تو نکاح فسخ نہ کیا جائے گا۔ بلکہ عدالت جبراً اس سے نفقہ وصول کرے گی۔

اگر شوہر غائب ہو تو اس کے خوشحال اور تنگ دست ہونے کا اعتبار ہوگا۔ اگر تنگ دست ہے تو قاضی نکاح فسخ کر دے گا۔ اور خوشحال ہو اور اس کی جائیداد موجود ہو تو چاہے اس کا پتہ نہ چلتا ہو پھر بھی نکاح فسخ نہیں ہوگا، بلکہ اس کے مال میں سے نفقہ ادا کیا جائے گا:

و اذا كان الزوج غائبا ولم يثبت العسرة ببينة يكون كالحاضر

☆ اذائیس الانسان طال لسانه..... کسور مغلوب یصل علی الکلب ☆

الممتنع فليس لها طلب فسخ نكاحه سواء انقطع خبره او لم ينقطع على المتمد.

البتہ عورت کے نکاح سے قبل شوہر کے حالات سے واقفیت اور ناواقفیت کا اعتبار نہیں۔ اگر وہ واقف ہو پھر بھی نکاح کے بعد نفقہ سے محرومی کی وجہ سے اسے طلاق کا مطالبہ کرنے کا حق ہوگا۔ اس لئے کہ ممکن ہے کہ اس نے اس توقع پر نکاح کیا ہو کہ آئندہ وہ کسب معاش کرنے لگے گا۔

ولا بشرط عدم علمها بفقره عند العقد فاذا علمت ورضيت به ثم عجز عن الانفاق كان لها الفسخ:

اور خود امام شافعیؒ کے الفاظ میں ولو علمت عسره لانه يمكن ان يوسر.

شوافع مسلک کی ایک خاص قابل ذکر بات یہ ہے کہ اگر قاضی عورت کے حلقے میں نہ رہتا ہو تو وہ شوہر کو نفقہ حاصل کرنے کے لئے تین دنوں کی مہلت دے کر خود بھی اپنے آپ کو طلاق واقع کر سکتی ہے۔

فاذا لم يكن في جهتها قاضى ولا محكم امهله ثلثة ايام وفسخت العقد في صبيحة الرابع بنفسها۔ (۱۹)

حنابلہ کا مسلک:

امام احمدؒ کے ہاں اکثر مسائل شوافع کے مطابق ہیں۔ عورت کے نکاح سے پہلے شوہر کی عسرت سے واقفیت بلکہ اس پر راضی ہونے کے باوجود عورت طلاق کا مطالبہ کرنے کی مجاز ہے۔ شوہر کو نفقہ فراہم کرنے کی مہلت ان کے ہاں بھی تین دن ہے۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ جو شوہر صانع یا تاجر وغیرہ ہو اور وقتی تنگی یا بیماری میں مبتلا ہو اس کے لئے کچھ زیادہ دنوں کی مہلت دی جائے گی۔ البتہ عورت کا نکاح فسخ کرنے کا مجاز صرف قاضی ہی ہوگا۔

وان عسر الزوج بنفقتها او ببعضها او بالسكنى او المهر بشرط خيرات على التراخى بين الفسخ من غير انتظار وبين المقام وتمكينه..... ولو كانت موسرة فان اختارت المقام او رضيت

☆..... ہر کہ دست از جان بشوید..... ہر چہ در دل دارد بگوید..... ☆

بمعسرتہ او تزوجتہ عالمة به او بشرط ان لا ینفق علیہا او

اسقطت النفقة المستقبلہ ثم بدالہا الفسخ فلہا ذالک۔ (۲۰)

مہلت کی مدت:

شوہر کو نفقہ ادا کرنے پر قدرت کے لئے کس قدر مہلت دی جائے گی اس سلسلہ میں علامہ صنعائی نے لکھا ہے کہ امام مالکؒ کے ہاں ایک ماہ۔ امام شافعیؒ کے ہاں تین دن، حمادؒ کے ہاں ایک سال، بعض حضرات کے یہاں ایک ماہ اور دو ماہ کی مدت ہے۔ نیز اوپر امام احمدؒ کے ہاں بھی تین دنوں کی مہلت کا ذکر ہو چکا، لیکن بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ قاضی کی صوابدید پر منحصر ہونا چاہئے۔ جیسا کہ علامہ ابولبرکات الدروی نے الشرح الصغیر میں اور حاوی نے اس کے حاشیہ میں لکھا ہے اور اوپر اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ صنعائی جو خود شافعی ہیں وہ بھی یہی کہتے ہیں:

قلت لا دلیل علی التعین بل ما یحصل بہ الضرر (۲۱)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ متعین کرنے کی کوئی دلیل نہیں بلکہ وہ تمام عیوب اسی میں شامل ہیں جن سے ضرر پیدا ہو۔

کلمہ آخر:

مختلف مذاہب کی تفصیلات موجودہ حالات و مال اور شریعت اسلامی کی روح کو سامنے رکھنے سے اس طرف ذہن جاتا ہے کہ فقہ مالکی پر اس مسئلہ میں ہندوستان میں عمل کیا جائے۔ البتہ اس مسئلہ میں عورت پہلے سے شوہر کی تنگ دستی سے واقف ہو اس رائے کو اختیار کیا جائے جو شوافع اور حنابلہ کی ہے۔ اور اس کی وجہ سے نکاح فسخ ہوا کرے۔ اس لئے کہ نفقہ عورت کا مستقل حق ہے جو ”یوما فیوما“ واجب ہوتا ہے۔ اگر ایک بار وہ اس سے اپنی بے وقوفی یا مستقبل کی توقع پر دستبردار بھی ہو جائے تو اس کو مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے کہ وہ آئندہ بھی اس اقدام حیات سے محروم ہی رہ کر زندگی بسر کرتی رہے۔

حوالہ جات

- ۱۔ القرآن الکریم، البقرہ (۲۳۳/۲)۔
- ۲۔ ایضاً الطلاق، (۷۵/۷)۔
- ۳۔ ایضاً الطلاق، (۵۶/۷)۔
- ۴۔ مسلم الجامع الصحیح ۸۹/۲ (کتاب النج، باب ۱۹: حجۃ النبی ﷺ حدیث ۱۴۷ (۱۳۱۸) مطبوعہ استنبول۔
- ۵۔ البخاری، مع فتح الباری، مطبوعہ بیروت لبنان، ۹/۵۰، کتاب التفقات، باب ۹: اذا لم یتفق الرجل..... حدیث ۵۳۶۴، پوری اس طرح ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ہند، بنت عتبہ نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! یوسفیان ایک لالچی شخص ہے اور وہ اتنا مال نہیں دیتا جو میرے اور میری اولاد کے لیے کافی ہو، ماسوائے یہ کہ اس کی لاعلمی میں، میں اس سے کچھ لے لوں، فرمایا اتنا لے سکتی ہو جو تیرے اور تیری اولاد کے لئے معروف طریقے پر کافی ہو۔
- ۶۔ ابن قدامہ (م ۶۲۰ھ) المغنی فی شرح مختصر الخرقی، طبع سعید رشید رضا، ۱۳۲۱ اور ۱۳۲۲۔
- ۷۔ الدمشقی العثماني (موجودہ ۸۰۷ھ) رحمة الامہ فی اختلاف الامہ، بولاق، مصر، ۱۳۰۲ھ، ص: ۳۲۰۔
- ۸۔ الکحلانی، محمد بن اسماعیل، بل السلام شرح بلوغ المرام، وحلی، ۱۳۰۲ھ/۲۲۳۔
- ۹۔ القرآن الکریم، الطلاق: (۷۵/۷)۔
- ۱۰۔ السیوطی، الدرامنصور، مطبوعہ المیمیہ، مصر، ۱۳۱۴ھ، ۶/۹۲، ۵۹۱ مطبوعہ قاہرہ، نیز دیکھئے، الجامع الاحکام القرآن للقرطبی، قاہرہ ۱۹۶۵ء، ۱۳/۶۹-۱۶۲۔
- ۱۱۔ القرآن الکریم (البقرہ: ۲۲۹/۲)۔
- ۱۲۔ ایضاً الطلاق، (۷۵/۶)۔
- ۱۳۔ الدارقطنی، السنن، (کتاب الطلاق)۔
- ۱۴۔ قواعد فی علوم الحدیث، ص: ۱۳۹۔
- ۱۵۔ موسوعہ عمر بن الخطاب/قاہرہ، ص: ۶۴ (بذیل فقہ الترویج) مطبوعہ کویت۔
- ۱۶۔ دیکھئے ابوداؤد، السنن، (کتاب النکاح)۔
- ۱۷۔ سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل، ۱۲۰، لاہور۔
- ۱۸۔ ایضاً۔
- ۱۹۔ الجزیری، الفقہ علی المذاہب الاربعہ، مطبوعہ قاہرہ (کتاب النکاح) ۸۲/۲-۵۸۲۔

☆ اعلمہ الرماية كل يوم فلما اشتد ساعده رمانی ☆

رُؤْيُ الْهِلَالِ

العذب الزلال في مباحث رؤية الهلال

حصہ دوم

تالین

الحاج محمد بن عبد الوہاب ابن عبد الرزاق انہی

تحقیق و مراجعہ

عبد اللہ بن ابراہیم الانصاری

ارد و ترجمہ

محمد ظہیر الدین مہبی

ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

ناشر

شیخ زاید اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی

القسم العربى

مجلة الفقه الاسلامى

تصدر من

اكاديمية الفقه الاسلامى المعاصر

ص ١٧٧٧٧ كلنس (فيل)

ك، اتشى باكستان

رئيس التحرير

الاستاذ الدكتور / نور احمد شاهتاز

.....☆.....

مساعد رئيس التحرير

الدكتور محمد مجت خان

الاستاذ غلام نصير الدين نصير

فهرس الموضوعات

مبادئ أساسية فكرية وعملية فى التقريب بين المذاهب الاسلامية

(الاستاذ الدكتور الشيخ يوسف القرضاوى)